[illegible] اجازت مصنف [illegible] چھاپے

شکوہ

از

[illegible] اقبال صاحب ایم اے۔ پی ایچ۔ ڈی بیرسٹر ایٹ لا لاہور

جو

[illegible] کی تمغہ و سند یافتہ مدرسہ طبیہ دہلی [illegible] جناب

[illegible]زق الملک حکیم [illegible] خان صاحب دہلوی

کے

[illegible] موصوف کی نظر ثانی اور خاص اجازت سے تیسری دفعہ

مرغوب ایجنسی لاہور نے

[illegible] آرٹ پرنٹنگ ورکس لاہور میں چھپوایا

۱۰۰۰

IQBAL ACADEMY PAKISTAN
LIBRARY
Acc. No: 39942

بیاضِ عید

سابق و حال کے شاعروں کی بہت سی مختلف عیدیاں جو وقتاً فوقتاً
دستیاب ہوتی رہیں اُن سب کو ایک مجموعہ کی صورت میں اس لئے چھاپ
دیا گیا ہے کہ اپنے دوستوں اور عزیزوں کو عید مبارک کے طور پر
لکھنے میں آسانی ہو۔ آپ کو اس میں ہر مذاق کے اشعار مل سکینگے
ایک ہی مضمون پر مختلف شعرا کی طبع آزمائیوں کی بہار دیکھنا مقصود
ہو تو بیاضِ عید سے تفریحِ طبع فرمایئے جب موقع و محل قطعات بھی
اضافہ کی گئی ہیں۔ امید کہ ناظرین اصحاب اسے مفید اور دلچسپ پائینگے
اور عید کی مبارکباد کی تقریب پر اپنے احباب کو تحفۃً بھیجکر شاد فرمائینگے۔ اس سے بہتر

کے مقابلہ میں اور کوئی تحفہ نفیس نہ ہو۔ ۹۰ صفحہ کا قابل قدر مجموعہ ۶ پیسہ میں مہنگا
نہیں بہم پہنچایئے اقارب کے لئے!

قیمت علاوہ [redacted]

منیجر مرغوب ایجنسی سے طلب فرمایئے

شکوہ

ڈاکٹر شیخ محمد اقبال صاحب ایم۔ اے کی وہ نظم جو انہوں نے
انجمن حمایتِ اسلام لاہور کے چھبیسویں سالانہ جلسے میں پڑھی تھی

کیوں زیاں کار بنوں سود فراموش رہوں
فکرِ فردا نہ کروں محوِ غمِ دوش رہوں
نالے بلبل کے سنوں اور ہمہ تن گوش رہوں
ہمنوا! میں بھی کوئی گل ہوں کہ خاموش رہوں؟

جرأت آموز مری تابِ سخن ہے مجھ کو!
شکوہ اللہ سے خاکم بدہن ہے مجھ کو!

ہے بجا شیوۂ تسلیم میں مشہور ہیں ہم
قصۂ درد سناتے ہیں کہ مجبور ہیں ہم
سازِ خاموش ہیں فریاد سے معمور ہیں ہم
نالہ آتا ہے اگر لب پہ تو معذور ہیں ہم
اے خدا شکوۂ اربابِ وفا بھی سن لے
خوگرِ حمد سے تھوڑا سا گلا بھی سن لے

تھی تو موجود ازل سے ہی تری ذاتِ قدیم
پھول تھا زیبِ چمن پر نہ پریشاں تھی شمیم
شرطِ انصاف ہے اے صاحبِ الطافِ عمیم
بوئے گل پھیلتی کس طرح جو ہوتی نہ نسیم
ہم کو جمعیّتِ خاطر یہ پریشانی تھی
ورنہ امت ترے محبوب کی دیوانی تھی

ہم سے پہلے تھا عجب تیرے جہاں کا منظر
کہیں مسجود تھے پتھر کہیں معبود شجر
خُوگرِ پیکرِ محسوس تھی انساں کی نظر
مانتا پھر کوئی اَن دیکھے خدا کو کیونکر
تجھ کو معلوم ہے! لیتا تھا کوئی نام ترا؟
قوتِ بازوئے مسلم نے کیا کام ترا

بس رہے تھے یہیں سلجوق بھی تُورانی بھی
اہلِ چیں چین میں ایران میں ساسانی بھی
اسی معمُورے میں آباد تھے یُونانی بھی
اسی دُنیا میں یہودی بھی تھے نُصرانی بھی
پر ترے نام پہ تلوار اُٹھائی کس نے؟
بات جو بِگڑی ہُوئی تھی وہ بنائی کس نے؟

تھے ہمیں ایک ترے معرکہ آراؤں میں
خشکیوں میں کبھی لڑتے کبھی دریاؤں میں
دیں اذانیں کبھی یورپ کے کلیساؤں میں
کبھی افریقہ کے تپتے ہوئے صحراؤں میں

شان آنکھوں میں نہ جچتی تھی جہانداروں کی
کلمہ پڑھتے تھے ہم چھاؤں میں تلواروں کی

ہم جو جیتے تھے تو جنگوں کی مصیبت کے لئے
اور مرتے تھے ترے نام کی عظمت کے لئے
تھی نہ کچھ تیغ زنی اپنی حکومت کے لئے
سربکف پھرتے تھے کیا دہر میں دولت کے لئے؟

قوم اپنی جو زر و مالِ جہاں پر مرتی!
بُت فروشی کے عوض بُت شکنی کیوں کرتی؟

ٹل نہ سکتے تھے اگر جنگ میں اڑ جاتے تھے
پاؤں شیروں کے بھی میداں سے اکھڑ جاتے تھے!
تجھ سے سرکش ہوا کوئی تو بگڑ جاتے تھے!
تیغ کیا چیز ہے ہم توپ سے لڑ جاتے تھے!

نقش توحید کا ہر دل پہ بٹھایا ہم نے
زیر خنجر بھی یہ پیغام سنایا ہم نے

تو ہی کہدے کہ اکھاڑا درِ خیبر کس نے؟
شہر قیصر کا جو تھا اُس کو کیا سر کس نے؟
توڑے مخلوق خداوندوں کے پیکر کس نے؟
کاٹ کر رکھدیئے کفار کے لشکر کس نے؟

کس نے ٹھنڈا کیا آتشکدۂ ایراں کو؟
کس نے پھر زندہ کیا تذکرۂ یزداں کو؟

کون سی قوم فقط تیری طلبگار ہوئی؟
اور تیرے لیے زحمت کش پیکار ہوئی؟
کس کی شمشیر جہانگیر جہاندار ہوئی؟
کس کی تکبیر سے دنیا تری بیدار ہوئی؟

کس کی ہیبت سے صنم سہمے ہوئے رہتے تھے؟
منہ کے بل گر کے ھُوَ اللّٰہُ اَحَد کہتے تھے؟

آگیا عین لڑائی میں اگر وقتِ نماز
قبلہ رو ہو کے زمیں بوس ہوئی قومِ حجاز
ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمودؔ و ایازؔ
نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز

بندہ و صاحب و محتاج و غنی ایک ہوئے!
تیری سرکار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے!

محفلِ کون و مکاں میں سحر و شام پھرے،
مئے توحید کو لیکر صفتِ جام پھرے
کوہ میں دشت میں لیکر ترا پیغام پھرے
اور معلوم ہے تجھکو کبھی ناکام پھرے!

دشت تو دشت ہیں دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحرِ ظلمات میں دوڑا دئے گھوڑے ہم نے!

صفحۂ دہر سے باطل کو مٹایا ہم نے
نوعِ انساں کو غلامی سے چھڑایا ہم نے
تیرے کعبے کو جبینوں سے بسایا ہم نے
تیرے قرآن کو سینوں سے لگایا ہم نے

پھر بھی ہم سے یہ گلا ہے کہ وفادار نہیں
ہم وفادار نہیں! تو بھی تو دلدار نہیں!

اُمتیں اور بھی ہیں ان میں گنہگار بھی ہیں
عجز والے بھی ہیں مستِ مئے پندار بھی ہیں
ان میں کاہل بھی ہیں غافل بھی ہیں ہشیار بھی ہیں
سیکڑوں ہیں کہ ترے نام سے بیزار بھی ہیں،
رحمتیں ہیں تری اغیار کے کاشانوں پر
برق گرتی ہے تو بیچارے مسلمانوں پر

بُت صنم خانوں میں کہتے ہیں مسلمان گئے
ہے خوشی ان کو کہ کعبے کے نگہبان گئے
منزلِ دہر سے اونٹوں کے حدی خوان گئے
اپنی بغلوں میں دبائے ہوئے قرآن گئے
خندہ زن کفر ہے احساس تجھے ہے کہ نہیں؟
اپنی توحید کا کچھ پاس تجھے ہے کہ نہیں؟

یہ شکایت نہیں - ہیں اُن کے خزانے معمُور
نہیں محفل میں جنہیں بات بھی کرنے کا شعُور
قہر تو یہ ہے کہ کافر کو ملیں حُور و قصُور
اور بیچارے مسلماں کو فقط وعدہ حُور!

اب وہ الطاف نہیں ہم پہ عنایات نہیں؟
بات یہ کیا ہے کہ پہلی سی مدارات نہیں؟

کیوں مسلمانوں میں ہے دولتِ دنیا نایاب؟
تیری قدرت تو ہے وہ جس کی نہ حد ہے نہ حساب!
تو جو چاہے تو اُٹھے سینۂ صحرا سے حباب!
رہرو دشت ہو سیلی زدۂ موجِ سراب!

طعن اغیار ہے رُسوائی ہے ناداری ہے!
کیا ترے نام پہ مرنے کا عوض خواری ہے؟

بنی اغیار کی اب چاہنے والی دنیا،
رہگئی اپنے لئے ایک خیالی دنیا،
ہم تو رخصت ہوئے اوروں نے سنبھالی دنیا،
پھر نہ کہنا! ہوئی توحید سے خالی دنیا،

ہم تو جیتے ہیں کہ دنیا میں ترا نام رہے
کہیں ممکن ہے؟ کہ ساقی نہ رہے جام رہے

تیری محفل بھی گئی، چاہنے والے بھی گئے
شب کی آہیں بھی گئیں، صبح کے نالے بھی گئے
دل تجھے دے بھی گئے اپنا صلا لے بھی گئے
آکے بیٹھے بھی نہ تھے، اور نکالے بھی گئے

آئے عشاق گئے وعدۂ فردا لیکر،
اب اُنہیں ڈھونڈھ چراغ رخ زیبا لیکر!

دردِ لیلیٰ بھی وہی، قیس کا پہلو بھی وہی،
نجد کے دشت و جبل میں رمِ آہو بھی وہی،
عشق کا دل بھی وہی، حسن کا جادو بھی وہی،
اُمّتِ احمدِ مرسل بھی وہی، تو بھی وہی
پھر یہ آزردگیِ غیرِ سبب کیا معنی!
اپنے شیداؤں پہ یہ چشمِ غضب کیا معنی!

تجھ کو چھوڑا کہ رسولِ عربی کو چھوڑا؟
بُت گری پیشہ کیا، بُت شکنی کو چھوڑا؟
عشق کو، عشق کی آشفتہ سری کو چھوڑا؟
رسمِ سلمان و اویسِ قرنی کو چھوڑا؟
آگ تکبیر کی سینوں میں دبی رکھتے ہیں!
زندگی مثلِ بلالِ حبشی رکھتے ہیں!

عشق کی خیر وہ پہلی سی ادا بھی نہ سہی
جادہ پیمائیِ تسلیم و رضا بھی نہ سہی
مضطرب دل صفتِ قبلہ نما بھی نہ سہی
اور پابندیِ آئینِ وفا بھی نہ سہی
کبھی ہم سے کبھی غیروں سے شناسائی ہے
بات کہنے کی نہیں تو بھی تو ہرجائی ہے

سرِ فاراں پہ کیا دین کو کامل تُو نے
اک اشارے میں ہزاروں کے لیے دل تُو نے
آتش اندوز کیا عشق کا حاصل تُو نے
پھونک دی گرمیِ رخسار سے محفل تُو نے
آج کیوں سینے ہمارے شرر آباد نہیں؟
ہم وہی سوختہ ساماں ہیں تجھے یاد نہیں؟

وادیٔ نجد میں وہ شورِ سلاسل نہ رہا
قیس دیوانۂ نظارۂ محمل نہ رہا
حوصلے وہ نہ رہے، ہم نہ رہے، دِل نہ رہا
گھر یہ اُجڑا ہے کہ تو رونقِ محفل نہ رہا

اے خوش آں روز کہ آئی و بصد ناز آئی
بے حجابانہ سُوئے محفلِ ما باز آئی

بادہ کش غیر ہیں گلشن میں لبِ جُو بیٹھے
سُنتے ہیں جام بکف نغمۂ کُوکُو بیٹھے
دَورِ ہنگامۂ گلزار سے یک سُو بیٹھے
تیرے دیوانے بھی ہیں منتظرِ ہُو بیٹھے

پھر پتنگوں کو مذاقِ تپش اندوزی دے!
برقِ دیرینہ کو فرمانِ جگرسوزی دے!

قومِ آوارہ عناں تاب ہے پھر سوئے حجاز
لے اُڑا بلبلِ بے پر کو مذاقِ پرواز
مضطرب باغ کے ہر غنچے میں ہے بوئے نیاز
تُو ذرا چھیڑ تو دے، تشنۂ مضراب ہے ساز
نغمے بیتاب ہیں تاروں سے نکلنے کے لئے
طُور مضطر ہے اسی آگ سے جلنے کے لئے
مشکلیں اُمتِ مرحوم کی آساں کر دے!
مورِ بے مایہ کو ہمدوشِ سلیماں کر دے!
جنسِ نایابِ محبت کو پھر ارزاں کر دے!
یعنی ہم دیر نشینوں کو مسلماں کر دے!

جوئے خوں می چکد از حسرتِ دیرینۂ ما
می تپد نالہ بہ نشتر کدۂ سینۂ ما

بوئے گل لیگئی بیرونِ چمن رازِ چمن
کیا قیامت ہے! کہ خود پھول ہیں غمازِ چمن
عہدِ گل ختم ہوا ٹوٹ گیا سازِ چمن
اڑ گئے ڈالیوں سے زمزمہ پردازِ چمن
ایک بلبل ہے کہ ہے محوِ ترنم ابتک
اس کے سینے میں ہے نغموں کا تلاطم ابتک

قمریاں شاخِ صنوبر سے گریزاں بھی ہوئیں،
پتیاں پھول کی جھڑ جھڑ کے پریشاں بھی ہوئیں
وہ پرانی روشیں باغ کی ویراں بھی ہوئیں،
ڈالیاں پیرہنِ برگ سے عریاں بھی ہوئیں
قیدِ موسم سے طبیعت رہی آزاد اسکی
کاش گلشن میں سمجھتا کوئی فریاد اسکی

لطف مرنے میں ہے باقی نہ مزا جینے میں،
کچھ مزا ہے تو یہی خونِ جگر پینے میں،
کتنے بے تاب ہیں جوہر مرے آئینے میں،
کس قدر جلوے تڑپتے ہیں مرے سینے میں
اس گلستاں میں مگر دیکھنے والے ہی نہیں
داغ جو سینے میں رکھتے ہوں وہ لالے ہی نہیں

چاک اس بلبلِ تنہا کی نوا سے دل ہوں،
جاگنے والے اسی بانگِ درا سے دل ہوں،
یعنی پھر زندہ نئے عہد وفا سے دل ہوں
پھر اسی بادۂ دیرینہ کے پیاسے دل ہوں،
عجمی خم ہے تو کیا مے تو حجازی ہے مری
نغمہ ہندی ہے تو کیا لے تو حجازی ہے مری

اقبال

محمد حسین

ذیل کی قومی نظمیں مختلف نامور شاعروں کی ایک ہی تقطیع پر خوبصورت نئی دیدہ زیب ٹائپ سے چھپی ہوئی مرغوب ایجنسی لاہور سے ملتی ہیں

ہمارا خدا (محمد حسین خان صاحب بی اے) ۱ر	دربار رسول (خواجہ دل محمد ایم اے) ۳ر
ہمارا قرآن (" ") ۲ر	پیکر نور (" ") ۳ر
ہمارا رسول (" ") ۲ر	تلمذ نما (" ") ۲ر
اخوت (" ") ۱ر	ایثار مسلم (" ") ۲ر
ندائے غیب (" ") ۱ر	خطاب بہ مسلم (" ") ۳ر
خیالی محفل (" ") ۳ر	سوز بیوہ (سرور جہاں آبادی) ۱ر
میرا خواب (" ") ۲ر	انجمنی محفل (" ") ۲ر
عرض حال (" ") ۲ر	تحفۃ الاخوان (مولینا حالی مرحوم) ۴ر
تصویر یتیمی (" ") ۴ر	مناجات بیوہ (" ") ۳ر
تصویر نادری (" ") ۲ر	چپ کی داد (" ") ۲ر
مدینے کی کھجور (عبد الخالق خلیق) ۳ر	شکوۂ ہند (" ") ۲ر
فریاد یتیم (" ") ۲ر	درد دل (" ") ۲ر
یتیموں کی فریاد (آغا شاعر قزلباش) ۲ر	حب وطن (" ") ۳ر
نغمۂ توحید (سید ناظر حسین ناظم) ۳ر	جوگی اور ناظر (خوشی محمد ناظر گورنر کشمیر) ۳ر
[illegible] گیت (رشید گوکانی) ۳ر	موج زمزم (آغا حشر کاشمیری) ۲ر

[illegible]	پیام اقبال (ڈاکٹر اقبال) ۳ر النظر (مثنوی اقبال پر تنقید) ۶ر مکتوبات آزاد (مولانا آزاد کے خطوط) ۱۰ر	[illegible]	الرحمن جامی (... کا منظوم ترجمہ) ۴ر شمع محفل (سید ... نفیس) ۵ جام عید (... کا مجموعہ) ۴ر	

IQBAL ACADEMY PAKISTAN
LIBRARY
Acc. No: 39942

دیسی علاج

پسند کرنیوالے حضرات کو غالباً یہ معلوم کرکے بہت مسرت ہوگا
کہ عالیجناب حاذق الملک حکیم محمد عبدالمجید خاں صاحب مرحوم دہلوی کے
اور ہندوستان بھر کے مہتمم بالشان نامی گرامی طبیہ کالج دہلی کے گریجویٹ یعنی

تمغہ و سند یافتہ

جناب حکیم فقیر محمد صاحب چشتی نظامی جو لاہور چھوٹا [illegible] میں متصل آریہ سماج مطب
کرتے ہیں جن کے دستِ شفا سے ہزاروں بندگانِ خدا فائدہ اٹھا چکے
ہیں مستورات بچوں۔ جوانوں۔ بوڑھوں کی دیرینہ اور الجھی ہوئی بیماریوں کا

علاج

نہایت قابلیت اور کامل تشخیص سے کرتے ہیں ہندوستانی طریقہ علاج کے شیدائی
حکیم صاحب کے استادانہ اصول علاج سے فائدہ اٹھائیں ٭
غریب محتاجوں کا علاج مفت کرتے ہیں

المطلع
مطب مشرقی دواخانہ [illegible] محلہ لاہور